در فوج مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے۔ آپ نے مسلم لیگ میں شرکت اور اس کی تائید
میں فتویٰ دیا۔ آپ کا فتویٰ اخبار رہبر دکن سے مورخہ ۲۹ ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کو شائع ہوا۔
آپ نے لکھا کہ "میں تو سمجھتا ہوں تمام امور سے قطع نظر کرکے اگر لیگ کے وجود
سے اتنا کام ہو گیا کہ مسلم قوم کی مستقل ہستی اور اس کی غیر مخلوط صاف آواز ہر انگریز
اور ہندو کے نزدیک تسلیم ہو گئی اور تھوڑی سی مدت میں بدون بہت زیادہ نقصان
اٹھائے دنیا نے ہندوستان کے اندر ایک تیسری طاقت کے وجود کا اعتراف
کر لیا بلکہ لیگ اور کانگریس کو صلح یا جنگ کے ہر معاملہ میں ایک ہی صف میں دوش
بدوش کھڑا کیا جانے لگا تو کیا یہ فائدہ شرعی اور سیاسی نقطۂ نظر سے کم ہے۔" صدارت
قبول کرنے کے بعد آپ نے مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا حفظ الرحمان سیوہاریؒ
سے مسئلۂ پاکستان کے متعلق گفتگو کی اور ان کو تحریک پاکستان کا مقصد اور پاکستان
الگ بننے کا مقصد صاف لفظوں میں واضح فرمایا۔ قلمی جہاد اور انفرادی ملاقات کے
بعد علامہ عثمانیؒ میدان عمل میں کود پڑے۔ پورے ملک کا دورہ کیا۔ جگہ جگہ تقریریں
کیں۔ آپ کی تقریروں سے پورے ملک میں کہرام مچ گیا۔ ہر طرف مسلم لیگ کا جھنڈا
لہرانے لگا۔ اور مسلمانوں کی طرف سے پاکستان کے قیام کے لئے انتھک کوششیں
ہونے لگیں۔ پاکستان کی تائید اور مسلم لیگ کی کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ انگریزی
حکومت اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی واقعی
نمائندہ جماعت صرف مسلم لیگ ہے۔ اس سلسلہ میں صوبائی اور مرکزی انتخابات ہوئے
جس میں مسلم لیگ کو زبردست کامیابی ملی اور انگریزی حکومت کو مسلم لیگ کی نمائندگی
تسلیم کرنی پڑی۔ اس کے بعد پاکستان کا مطالبہ مسلمانوں کی طرف سے اور شدید
ہو گیا۔ بالآخر مجبور ہو کر کانگریس اور انگریزی حکومت نے پاکستان کا مطالبہ تسلیم
کر لیا۔ اور انگریزی حکومت نے پاکستان اور ہندوستان کی منظوری دے دی۔
اس منظوری سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ علامہ عثمانی کی کاوشیں اور
جانفشانی رائیگاں نہ گئیں۔ مولانا کی کاوشوں اور محنتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے

اخبار امروز نے لکھا کہ ”مولانا کی زندگی اور ان کے کارناموں سے پاکستانی عوام اچھی طرح آگاہ ہیں۔ کیونکہ ان کے تبحر علمی، ان کی راست بازی اور حق گوئی و حق شناسی نے کروڑوں ہندوستانی مسلمانوں کو راستہ دکھایا۔ اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ قائداعظم کی سیاسی بصیرت اور قانونی مہارت کے ساتھ ساتھ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی اور فیض روحانی نے مسلمانوں کو وہ قوت عمل بخشی کہ انھوں نے صدیوں کا راستہ چند برسوں میں طے کر لیا؟

پاکستان کے ..... بننے کے بعد ۶ ۱۹۴۷ اگست سنہ ۱۹۴۷ء کو علامہ شبیر احمد عثمانی افتتاح پاکستان کے لئے کراچی تشریف لے گئے۔ دستور ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس کا افتتاح علامہ نے قرآن کریم کی آیات سے کیا اس کے بعد دستور ساز اسمبلی کے اجلاس کا افتتاح قرآن کریم کے ذریعہ ہونا دستور بن گیا۔

پاکستان بننے کے بعد علامہ نے ہر اس شخص کی خدمت کی جو آپ کے پاس کوئی تمنا یا فریاد یا درخواست لے کر گیا۔ آپ نے اپنے آپ کو خدمت خلق کے لئے وقف کر دیا۔ آپ نے لاکھوں مسلمانوں کی آباد کاری کا کام کیا لیکن خود کہیں نہ آباد ہو سکے۔ انھیں باتوں کی وجہ سے آپ پاکستانی عوام کے ہر دلعزیز ہو گئے آپ کے نام پر کراچی میں ایک کالونی اور ایک ہائی سکول کا قیام عمل میں آیا۔

پاکستان میں آپ کے سامنے سب سے اہم مسئلہ مسئلۂ کشمیر رہا۔ آپ نے اس مسئلہ پر زبردست تقریریں کیں اور کشمیری مجاہدین اور مہاجرین کی امداد کے لئے سرمایہ اکٹھا کر کے بھیجا۔ آپ نے اس کے علاوہ ڈاکٹر کا ایک وفد کشمیری مجاہدین کی مرہم پٹی کے لئے بھیجا۔ علامہ نے کشمیر کے مسئلہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اور اس فتوے کی تمام ممالک اسلامیہ اور علماء و شیوخ نے موافقت کی اور کشمیری عوام کو جہاد کی ترغیب دی۔ اس کے علاوہ آپ نے دستور ساز اسمبلی میں کشمیر سے متعلق ایک جوشیلی تقریر کی۔ آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر حکومت نے کشمیر کمیٹی کے نام سے ایک کمیٹی قائم کی۔

علامہ عثمانی جب پاکستان پہونچے تو آپ کی یہ کوشش رہی کہ آپ دستور ساز اسمبلی سے یہ قانون کم ازکم پاس کرالیں کہ پاکستان کا دستور قرآن وسنت کے مطابق ہوگا۔ اس کے لئے آپ نے پورے ملک کا دورہ کیا۔ ملک کی رائے عامہ کو ہموار کیا۔ آپ نے ڈھاکہ میں تقریر کرتے ہوئے موجودہ حکومت کو چیلنج کردیا کہ خواہ ارباب اقتدار ہمارے ساتھ کچھ بھی برتاؤ کریں ہم اس کوشش سے کبھی دست بردار نہیں ہوسکتے کہ مملکت پاکستان میں اسلام کا وہ دستور و آئین اور وہ نظام حکومت تشکیل پذیر ہو جس کی رو سے اس بات کا موثر انتظام کیا جائے کہ مسلم قوم اپنی زندگی کے انفرادی واجتماعی تقاضوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق جو قرآن وسنت سے ثابت ہوں مرتب ومنظم کرسکے۔ آپ نے ڈھاکہ کے خطبہ میں مملکت پاکستان کے اسلامی آئین کی تجویز کو پاس کرانے کی تجویز کے ساتھ متعدد بنیادی اصول بھی پیش کیے ہیں جن پر چل کر کوئی حکومت فلاح وکامرانی کا راستہ حاصل کرسکتی ہے۔ علامہ تحریر فرماتے ہیں "ساری ملت اسلامیہ متحد و یک جان ہوکر اپنی قدرت کی آخری حد تک وہ قوت فراہم کرے جس سے ابلیسی طاقتوں کے حوصلے پست ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ اس چیز کی تکمیل و انصرام موقوف ہے اس پر کہ ہماری سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان پہلے اپنے قیام کی اصلی غرض وغایت اور بنیادی اصول کو سمجھ لے جو ہمارے نزدیک حسب ذیل ہونے چاہئیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کو سارے ملک کا مالک اصلی اور حاکم حقیقی مانتے ہوئے بحیثیت نائب امین کی حیثیت سے اسی کی مقرر کردہ حدود کے اندر پوری... دیانت امانت کے خیال کے ساتھ حکومت کا کاروبار چلانا۔

(۲) بلا تفریق، مذہب وملت ونسل وغیرہ تمام باشندگان پاکستان کے ساتھ عدل وانصاف قائم کرنا اور دوسری اقوام کو بھی اس مقصد کی طرف دعوت دینا۔

(۳) معاہدات کا احترام کرنا جو کسی دوسری قوم یا مملکت سے کیے گئے ہوں

(د) غیر مسلم باشندگان پاکستان کے لئے جان و مال اور مذہب کی آزادی اور شہری حقوق کے تحفظ کے ساتھ مذہب اسلام کی حفاظت اور تقویت کا بندوبست کرتے ہوئے مسلم قوم کو ان قوانین الٰہیہ کا پابند بنانے کی انتہائی سعی کرنا جو مالک الملک نے ان کے فلاح دارین کے لئے نازل فرمائے ہیں۔

(ہ) تمام باشندگان پاکستان کی انفرادی صلاحیتوں کی کامل حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کے معاشی حالات میں مناسب اور معتدل توازن قائم کرنا اور تا بحد امکان کسی فرد کو بھی ضروریات زندگی سے محروم نہ ہونے دینا۔

(و) خصوصیت کے ساتھ ربا (سود) مسکرات (نشہ آور اشیاء) قمار (جوا) اور ہر قسم کے معاشرتی فواحش کے سدِ باب کی امکانی کوشش کرنا۔

(ز) قومی معاشرہ کو بلند خیالی کے ساتھ ساتھ سادہ اور ستھرا بنانے کی ہر جائز کوشش کرنا۔

(ح) مغربی طرز کی پیچ در پیچ عدالتی بھول بھلیوں سے نکال کر عوام کے لئے امکانی حد تک سستا اور تیز رفتار انصاف حاصل کرنا۔

(ط) ان پاک اور بلند مقاصد کے لئے ایک ایک مسلمان کو بقدر ضرورت دینی و عسکری تربیت دے کر اسلام کا مجاہد اور پاکستان کا سپاہی بنا دینا۔

یہ وہ زریں بنیادی اصول ہیں جو علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی حکومت کے لئے پیش کیے جو ان کی اسلامی قانون دانی اور سیاسی بیدار مغزی پر روشن دلیل ہیں۔

آخری ایام میں آپ نے کوشش کی کہ پاکستان میں دار العلوم دیوبند کی طرح ایک مدرسہ قائم کر دیں۔ آپ نے کراچی اور پاکستان کے مقتدر اشخاص اور علماء کو ممبر سازی کی دعوت بھی دی لیکن دار العلوم کے قیام سے پہلے ہی آپ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تعلیقات و حواشی

(۱) سید سلیمان ندوی، ماہنامہ معارف اعظم گڈھ، اپریل ۱۹۵۰ء، ص ۳۰۸۔
(۲) ملاحظہ ہو رپورٹ موتمر الانصار منعقدہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ، ص ۶۲، ۶۳۔
(۳) ماہنامہ معارف اعظم گڈھ، حوالہ بالا، ص ۳۰۲، ۳۰۳۔
(۴) نفس مصدر، ص ۳۰۸۔
(۵) ماہنامہ برہان دہلی، نظرات، جنوری ۱۹۸۵ء۔
(۶) قرآن کریم، سورۂ طلاق : ۶
(۷) قرآن کریم بتفسیر عثمانی ۱۳۶۹ء، ص ۷۲۵۔
(۸) تقریظ، فتح الملہم شرح مسلم، مدینہ پریس بجنور ۱۹۳۳ء۔
(۹) علامہ شبیر احمد عثمانی، خطبہ صدارت مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ، ص ۱۵۔
(۱۰) علامہ زاہد الکوثری، تقریظ فتح الملہم شرح مسلم، حوالہ بالا، جلد سوم، ص ۵۲۰ بحوالہ رسالہ الاسلام مصر۔ علامہ کوثری نے علامہ عثمانی کی فقہی بصیرت اور دلائل و براہین کے ذریعہ فقہ حنفی کی حمایت میں ان کی قوت استدلال کی تعریف کرتے ہوئے ایک دوسری جگہ مولانا کو ان الفاظ میں مخاطب کیا ہے۔ فانتم یا مولانا فخر الحنفیۃ فی ھذا العصر حقا۔ (یا مولانا آپ اس زمانہ میں حق یہ ہے کہ حنفیت کے لئے فخر ہیں۔) فخر حنفیت کے اس لقب سے اگرچہ عصبیت کی بو آتی ہے مگر دراصل علامہ کوثری نے مصنف کی قوت بیان اور زور استدلال کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔
(۱۱) روزنامہ الجمعیۃ دہلی، ۱۸ دسمبر ۱۹۴۹ء۔
(۱۲) علامہ شبیر احمد عثمانی، بیان الیکشن منشور دہلی، ۱۲ نومبر ۱۹۴۵ء۔
(۱۳) اخبار امروز، ۱۷ دسمبر ۱۹۵۱ء۔

(د) غیر مسلم باشندگان پاکستان کے لئے جان و مال اور مذہب کی آزادی اور شہری حقوق کے تحفظ کے ساتھ مذہب اسلام کی حفاظت اور تقویت کا بندوبست کرتے ہوئے مسلم قوم کو ان قوانین الٰہیہ کا پابند بنانے کی انتہائی سعی کرنا جو مالک الملک نے ان کے فلاح دارین کے لئے نازل فرمائے ہیں۔

(ہ) تمام باشندگان پاکستان کی انفرادی صلاحیتوں کی کامل حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کے معاشی حالات میں مناسب اور معتدل توازن قائم کرنا اور تا بحد امکان کسی فرد کو بھی ضروریات زندگی سے محروم نہ ہونے دینا۔

(و) خصوصیت کے ساتھ ربا (سود) مسکرات (نشہ آور اشیاء) قمار (جوا) اور ہر قسم کے معاشرتی فواحش کے سدِ باب کی امکانی کوشش کرنا۔

(ز) قومی معاشرہ کو بلند خیالی کے ساتھ ساتھ سادہ اور ستھرا بنانے کی ہر جائز کوشش کرنا۔

(ح) مغربی طرز کی پیچ در پیچ عدالتی بھول بھلیوں سے نکال کر عوام کے لئے امکانی حد تک سستا اور تیز رفتار انصاف حاصل کرنا۔

(ط) ان پاک اور بلند مقاصد کے لئے ایک ایک مسلمان کو بقدر ضرورت دینی و عسکری تربیت دے کر اسلام کا مجاہد اور پاکستان کا سپاہی بنا دینا۔

یہ وہ زریں بنیادی اصول ہیں جو علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی حکومت کے لئے پیش کیے جو ان کی اسلامی قانون دانی اور سیاسی بیدار مغزی پر روشن دلیل ہیں۔

آخری ایام میں آپ نے کوشش کی کہ پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کی طرح ایک مدرسہ قائم کر دیں۔ آپ نے کراچی اور پاکستان کے مقتدر اشخاص اور علماء کو ممبر سازی کی دعوت بھی دی لیکن دارالعلوم کے قیام سے پہلے ہی آپ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تعلیقات و حواشی

(۱) سید سلیمان ندوی، ماہنامہ معارف اعظم گڈھ، اپریل ۱۹۵۰ء ص ۳۰۸۔
(۲) ملاحظہ ہو رپورٹ موتمر الانصار منعقدہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ ص ۶۲، ۶۳۔
(۳) ماہنامہ معارف اعظم گڈھ، حوالہ بالا، ص ۳۰۲، ۳۰۳۔
(۴) نفس مصدر، ص ۳۰۸۔
(۵) ماہنامہ برہان دہلی، نظرات، جنوری ۱۹۸۵ء۔
(۶) قرآن کریم، سورۂ طلاق : ۶
(۷) قرآن کریم بتفسیر عثمانی ۱۳۶۹ء، ص ۷۲۵۔
(۸) تقریظ، فتح الملہم شرح مسلم، مدینہ پریس بجنور ۱۹۳۳ء۔
(۹) علامہ شبیر احمد عثمانی، خطبہ صدارت مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ، ص ۱۵۔
(۱۰) علامہ زاہد الکوثری، تقریظ فتح الملہم شرح مسلم، حوالہ بالا، جلد سوم، ص ۵۲۰ بحوالہ رسالہ الاسلام مصر۔ علامہ کوثری نے علامہ عثمانی کی فقہی بصیرت اور دلائل و براہین کے ذریعہ فقہ حنفی کی حمایت میں ان کی قوت استدلال کی تعریف کرتے ہوئے ایک دوسری جگہ مولانا کو ان الفاظ میں مخاطب کیا ہے۔ فانتم یا مولانا فخر الحنفیۃ فی ھذا العصر حقا۔ (یا مولانا آپ اس زمانہ میں حق یہ ہے کہ حنفیت کے لئے فخر ہیں۔) فخر حنفیت کے اس لقب سے گرچہ عصبیت کی بو آتی ہے مگر دراصل علامہ کوثری نے مصنف کی قوت بیان اور زور استدلال کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔
(۱۱) روزنامہ الجمعیۃ دہلی، ۸ دسمبر ۱۹۴۹ء۔
(۱۲) علامہ شبیر احمد عثمانی، بیان الیکشن منشور دہلی، ۱۲ نومبر ۱۹۴۵ء۔
(۱۳) اخبار امروز، ۷ دسمبر ۱۹۵۱ء۔

(۱۴) علامہ شبیر احمد عثمانی، خطبۂ صدارت اجلاس ڈھاکہ، فروری ۱۹۴۹ء، ص ۶۔
(۱۵) نفس مصدر۔

یہ مضمون علامہ انوار الحسن انور شیر کوٹی کی کتاب تجلیات عثمانی، ادارہ نشر المعارف چہلیک ملتان (پاکستان) ۱۹۵۷ء سے مستفاد ہے۔ تفصیل کے طالب کو علامہ کے علمی و سیاسی زندگی کے استیعاب مطالعے کے لیے اصل کتاب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ یہ مضمون ایک ابتدائی علمی کاوش ہے۔ امید ہے کہ اہلِ قلم حضرات علامہ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر مزید روشنی ڈالیں گے۔

(ختم شد)

مفکرِ ملت پیکرِ ایثار و خدمت دردمندِ قوم

مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ

(حیات اور کارنامے)

اس دور کے مسلمانوں کیلئے سرمایۂ افتخار بھی ہیں اور قابلِ مطالعہ بھی، جو برہان نے "مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی نمبر" کی صورت میں قوم و ملت کے سامنے پیش کر دیئے ہیں یہ نمبر چار حصوں اور تقریباً پچاس عنوانات پر مشتمل ہے اسمیں ہند اور پاکستان کے سرکردہ اہلِ قلم علماء اور رہنماؤں نے حضرت کے افکار و نظریات خدمات اور کارناموں پر روشنی ڈالی ہے جنمیں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا حکیم محمد عرفان الحسینی، ڈاکٹر یوسف نجم الدین، قاضی اطہر مبارکپوری، قاضی زین العابدین، حکیم عبدالقوی دریا بادی، مولانا انظر شاہ، کرنل بشیر حسین زیدی، الحاج عبدالکریم پاریکھ، پروفیسر طاہر محمود، الحاج احمد سعید ملیح آبادی کے گرانقدر مقالات کے علاوہ حضرت کے سفرنامے ریڈیائی تقاریر تاریخی اور اہم شخصیتوں کے نام خطوط اور بعض تاریخی شخصیتوں کی اہم تحریریں شامل ہیں ——— قیمت ریگزین کی جلد باسٹھ روپے 62/=

ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶

ظہیر الدین محمد بابر

از: عبدالرؤف خاں ایم۔اے خیلدار محلہ اُدڑی کلاں (راجستھان)

ترقی اردو بیورو، نئی دہلی نے مختلف علوم وفنون کی معیاری تصانیف کو اردو زبان میں منتقل کرنے کا ایک اشاعتی پروگرام مرتب کر رکھا ہے تاکہ یہ زبان بھی "کلاسیکی علمی سرچشموں کے ساتھ ساتھ جدید علوم وفنون کی دولت سے مالامال ہوتی رہے"۔[1] اس پروگرام کے تحت علم تاریخ کی بھی کئی اہم تصنیفات جو "برعظیم" ہند و پاک کی اکثر و بیشتر جامعات کے ایم۔اے کے نصاب تاریخ میں داخل ہیں، کے تراجم بھی منصۂ شہود پر آئے ہیں۔ ان میں سے سلسلہ مطبوعات نمبر ۶۲۲ "ایل۔ایف۔رش بروک ولیمز کی تصنیف "ظہیر الدین محمد بابر این ایمپائر بلڈر آف دی سکسٹینتھ سینچری" کا ترجمہ "ظہیر الدین محمد بابر" کے نام سے جناب ڈاکٹر رفعت بلگرامی صاحب نے کیا ہے۔ راقم الحروف کے سامنے اس وقت مذکورہ تصنیف کا تیسرا ایڈیشن ہے جو ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا ہے۔ راقم کے پیش نظر انگریزی کی اصل تصنیف نہیں کہ جس سے اردو ترجمہ کو ملا کر دیکھ لیا جاتا تاکہ یہ معلوم ہو جاتا کہ بعض مقامات متن کا ترجمہ حذف تو نہیں ہو گیا ہے، جیسا کہ بیورو کے تاریخ جہانگیر و تاریخ شاہ جہاں کے تراجم میں اکثر و بیشتر صفحات میں ہوا ہے[2] تاہم یہ ترجمہ نسبتاً بہتر معلوم ہوا اور کئی صفحات پر مترجم موصوف نے کافی محنت و دقت نظر سے ترجمہ فرمایا ہے مگر بقول مولانا ابوالکلام

آزادؒ (متوفی ۱۹۵۸ء) ترجمہ کرنا ایک اعتبار سے اصل تخلیق سے بھی مشکل ہوتا ہے مترجم کے لئے اصل تحریر کے ادبی متن کو قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ ترجمہ کے ذریعہ مصنف کے ادبی طرز نگارش کا اظہار کرنا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ صرف وہی شخص اس قسم کے مشکل کام کو انجام دے سکتا ہے جس کو دونوں زبانوں پر مساوی عبور حاصل ہو[۳]" اس تناظر میں اگر ہم ڈاکٹر رفعت بلگرامی صاحب کے ترجمہ پر ایک نظر ڈالیں تو محسوس ہوگا کہ موصوف نے رش بروک ولیمز کے اسلوب نگارش کو بڑی حد تک نبھانے کی سعی مشکور فرمائی ہے جس کے لئے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں باوجودیکہ تاریخی اعلام وامصار اور اماکن کے سلسلہ میں مزید احتیاط درکار تھی، جس کے فقدان کے سبب بہت سے اسماء مضحکہ خیز بن گئے ہیں، مثلاً سلطان محمد ویس (اویس) کو ص ۹۶، ۹۷ پر "سلیمان محمد دیئس" ارتام فرمایا ہے اور پوری تصنیف میں ص ۲۰۹ تک "ویس" کا املا "وئیس" ہی لکھا ہے جسے اصلاح کاتب سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ عہد اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے مشہور مورخ صاحب منتخب اللباب محمد ہاشم خاں المخاطب خوافی خاں المتوفی ۱۷۱۹ء کے نام سے تاریخ کا مبتدی بھی واقف ہے، ان کا اصل وطن قصبہ "خواف" مضافات نیشاپور تھا جس کی نسبت سے یہ خوافی خاں (خافی خاں) کہلائے۔ اس معروف مورخ کو مترجم موصوف نے ص ۹۹ حاشیہ ۲ پر "خفی خاں" لکھا ہے، شکر ہے کہ یہ "خفا خاں" نہیں ہوا گو وہ باعتبار مسلک اورنگزیب سے زیادہ خوش بھی نہیں تھا۔

نواح ننگرہارؒ (جسے مترجم موصوف نے ہیچ ہران تحریر فرمایا ہے ص ۱۱۳) کے حاکم ذوالنون بیگ ارغون کو ص ۱۱۳ اور ۱۱۴ پر "ذالنون ارغن" لکھا ہے جسے تصحیف کاتب پر محمول نہیں کیا جاسکتا ہے، خاکسار راقم ڈاکٹر رفعت بلگرامی صاحب کی شخصیت سے متعارف نہیں لیکن گمان غالب ہے کہ وہ اردو ادب کے فاضل ضرور ہوں گے اور ان کی بیاض ذہنی میں "ذوالنون" کی مناسبت